السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

کیافرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلے کے بارے میں کہ ہندہ کی زید کے ساتھ شادی ہوئی کوسات سال کا عرصہ ہوچکا ہے۔ زید تقریباًچھ سال سے لاپتہ ہے اور کوئی خرچ وغیرہ بھی نہیں بھیجا اور نہ ہی کوئی اس کا پتہ معلوم ہوا ہے کیا ہندہ اب سات سال کے بعد کسی اور جگہ شادی کر سکتی ہے؟ اگر کرے تونکاح سے پہلے کتنی عدت گزارنی پڑے گی؟ایک سائلہ)

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

بشرط صحت سوال اگر شوہر واقعی عرصہ سات سال سے لاپتہ ہے اوراس کی زندگی اور موت کے بارے میں اس کے ورثاء اوراقرباء کو بھی کچھ علم نہیں تو پھر عورت بعد یاس وناامیدی کے اپنا دوسرا نکاح کے لینے کی شرعاً مجاز ہے اور تابعین عظام کی ایک جماعت کا یہی قول اور فتویٰ ہے۔ موطا امام مالک میں ہے: عن سعید بن المسیب ان عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ قال أیما اِمراۃ فقدت زوجھا فلم تدر این ھو فاِنھا تنتظر اربع سنین ثم اربعۃ اشھر وعشرا ثم تحل (1) موطا باب عدۃ التی تفتقد زوجھا وسبل السلام ج3ص208وحضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت ابن عباس، حضرت عبداللہ بن مسعود ونیل الاوطار ج6ص207.

جناب سعید بن مسیب تابعی حضرت عمر بن خطابؓ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ جو عورت اپنے شوہر کو گم پائے اوراس کا کوئی پتہ نشان نہ ملے تو اس کو چاہیے کہ چار سال تک اس کا انتظار کرے بعد ازاں چار ماہ دس دن عدت وفات میں بیٹھے، پھر نکاح کرالے۔

اگرچہ یہ حدیث بظاہر موقوف ہے لیکن حکماً مرفوع ہے کیونکہ تحدیدات اور تقدیرات میں جہاں قیاس اوراجتہاد کی گنجائش نہ ہو توایسی موقوف حدیث مرفوع حدیث کے حکم میں ہوتی ہے۔

اور حضرت عثمان نے یہی فیصلہ کیا تھا۔ محدث سعید بن منصور فتح الباری ج9ص355 میں ہے کہ امام زہری کا مذہب یہ ہے کہ وہ چار برس انتظار کرے۔ امام عبدالرزاق اورامام سعید بن مسیب کہتے ہیں کہ حضرت عمر سے بھی ایسا مروی ہے۔تابعین کی ایک جماعت اسی کی قائل ہے۔ مثلاً امام ابراہیم نخعی، امام عطاء، امام زہری، امام مکحول اور امام عامر شعبی وغیرہ اور یہ چار سال کی سنن میں روایت سے ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود کی مدت اس روز سے شمار ہوگی جس دن سے اس نے مقدمہ پیش کیا اور حاکم نے فیصلہ کیا کہ چار سال کے بعد عدت وفات گزارے۔ اور سبل السلام ج3ص208 میں ہے کہ ابوالزناد کہتے ہیں کہ میں نے امام سعید بن مسیب سے اس شوہر کے بارے میں پوچھا جواپنی بیوی کا نان، نفقہ نہیں دے سکتا۔ تو فرمایا ان میں تفریق کرادی جائے۔ کہا یہ سنت ہے؟ کہا ہاں سنت ہے۔ امام شافعی کہتے ہیں کہ سعید بن مسیب کا ارشاد ہے کہ یہ سنت ہے، اس سے سنت رسول مراد ہے۔ اس سے ثابت ہواکہ جو شوہر اپنی بیوی کے اخراجات کا متحمل نہ ہو تو اس جوڑے میں تفریق کرادینا سنت ہے۔ جب محض اخراجات مہیا نہ کرسکنے پر تفریق سنت ہے تو پھر مفقود کی بیوی تو تفریق کی اس سے بھی زیادہ مستحقہ ہے کیونکہ اسکی تکلیف تو غریب شوہر کی بیوی کی تکلیف سے کہیں زیادہ ہے۔ بہر حال صحابہ کرام کے ان فیصلوں اور تابعین عظام کے ے فتاویٰ اور ائمہ کرام کی آراء قضایا کے مطابق عورت اپنے مستقبل کا فیصلہ کرنے کی بلاشبہ حقدار ہے اوراس کا یہ حق اس سے چھننا یا کسی قانون کی بنیاد پر اس کو مزید آزمائش میں ڈالنا جائز جائز نہیں، کہ پہلے ہی سات برس خون کے گھونٹ پی کراپنی کے دن پورے کر رہی ہے

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ محمدیہ

ج1ص757

محدث فتویٰ